لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

المواهب اللدنية

بالمنح المحمدية

(اردو ترجمہ)

مع حواشی شرح زرقانی

تصنیف

شارح بخاری امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی علیہ الرحمہ

ترجمہ

مولانا محمد صدیق ہزاروی

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
بے شک تمہارے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہتر ہے

اَلْمَوَاهِبُ اللَّدُنِّيَّة

بِالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِيَّة

(اُردو ترجمہ)

الجزءُ الثانی

تصنیف

شارح بخاری امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ
(۸۵۱ــــ۹۲۳ھ)

ترجمہ

مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی
سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
طبع اوّل : ربیع الاول ۱۴۲۵ھ / مئی ۲۰۰۴ء

Farid Book Stall ®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۳۱۲۱۷۳۔۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۲۲۴۸۹۹
ای۔میل: info@faridbookstall.com
ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

چوتھا مقصد

نبی اکرم ﷺ کے معجزات جو آپ کی نبوت کے ثبوت اور رسالت کی صداقت پر دلیل ہیں نیز آپ کے ساتھ مخصوص علامات اور عجیب وغریب کرامات وغیرہ کا بیان۔

اس مقصد میں دو فصلیں ہیں۔

فصل نمبرا

معجزات کا بیان [1]

معجزہ کی تعریف اور شرائط

اے محبِ نبی کریم و رسول عظیم ﷺ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور تجھے بھی رسول اکرم ﷺ کی سنت کے راستوں پر چلائے اور اپنی رحمت اور احسان کے ساتھ ہمیں رسول اکرم ﷺ کی محبت پر دنیا سے لے جائے۔

معجزہ ایک ایسا خلاف عادت کام ہوتا ہے جس کے ساتھ چیلنج متصل ہوتا ہے اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔

اسے معجزہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان اس کی مثل لانے سے عاجز ہوتا ہے پس اس کے لئے چند شرائط ہیں۔

(۱) یہ کام عام عادت کے خلاف ہو جس طرح چاند کا پھٹ جانا' انگلیوں کے درمیان سے پانی کا جاری ہو جانا' عصا کا سانپ بن جانا' چٹان سے اونٹنی کا نکلنا اور پہاڑ کا گر جانا۔

پس یہ کام عام عرف وعادت کے خلاف ظاہر ہو جس طرح ہر دن سورج نکلتا ہے۔

(۲) معجزہ کے ساتھ تحدی (چیلنج) ملا ہوا ہو یعنی منکرین کو مقابلے کا چیلنج کیا جائے۔

جوہری نے کہا جب تم کسی کو کسی فعل کا چیلنج کرو اور غلبہ کے لئے اس سے جھگڑا کرو تو تم کہو گے "**تحدیت فلانا**" میں نے فلاں کو تحدی کی یعنی چیلنج کیا۔ قاموس میں بھی اسی طرح ہے۔

الاساس میں ہے **حدا یحدو وھو حادی الابل** اور **احتدی بھا حدا** جب اونٹ کے ساتھ گاتا ہے تو اس وقت یہ الفاظ کہے جاتے ہیں۔

[1] (دلائل النبوۃ ج اص ۱۰' البدایۃ والنہایہ ج ٦ ص ٦٧)

اور جب اپنے ہمعصر لوگوں سے جھگڑا کر کے غلبہ پانے کی کوشش کرے تو کہا جاتا ہے ''تحدی'' (چیلنج کیا)

اس کی اصل ''الحداء'' ہے جس میں دو حدی خوان (اونٹوں کے ساتھ گانے والے) ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہر ایک دوسرے کو چیلنج کرتا ہے یعنی اس کو حدی خوانی کی دعوت دیتا ہے (تو بابِ تفعل' باب استفعال کی جگہ استعمال ہوا) جس طرح ''استوفاہ'' کی جگہ توفاہ استعمال ہوتا ہے یعنی طلب وفا کرنا۔

بعض قابلِ اعتماد حواشی میں ہے کہ ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے وقت ایک حدی خوان اونٹوں کی قطار کی دائیں جانب کھڑا ہوتا اور دوسرا بائیں جانب اور وہ ''یستحدیہ'' اس سے حدی خوانی کا مطالبہ کرتا۔ پھر اس کے معنی میں وسعت آئی حتیٰ کہ ہر مقابلہ بازی میں استعمال ہونے لگا۔

محققین کہتے ہیں تحدی' رسالت کے دعویٰ کو کہا جاتا ہے۔

(۳) معجزہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ چیلنج کرنے والا جو کچھ لایا ہے کوئی دوسرا اس کے مقابلے میں اس معجزے کی مثل نہ لا سکے اس بات کو بعض نے یوں تعبیر کیا ہے کہ رسالت کے دعویٰ میں معارضہ کا خوف نہیں ہوتا۔

اور مقابلہ نہ کرنے کے سلسلے میں یہ بہترین تعبیر ہے کیونکہ عدم معارضہ سے اس کا رک جانا لازم نہیں آتا لہٰذا شرط یہ ہے کہ وہ ممکن ہی نہ ہو۔

اور تحدی (چیلنج) کی قید سے جو چیز نکل گئی جو نبی کے چیلنج کے بغیر ہو اور وہ ولی کی کرامت ہے۔

اسی طرح دعویٰ نبوت کے ساتھ ملے ہونے کی قید سے وہ امور جو چیلنج سے پہلے خلافِ عادت ظاہر ہوئے وہ بھی نکل گئے جیسے نبی اکرم ﷺ پر بادلوں کا سایہ کرنا اور سینۂ مبارکہ کا چاک ہونا اعلانِ رسالت سے پہلے ظاہر ہوئے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پنگھوڑے میں گفتگو کرنا اور اس طرح کی دوسری باتیں جو عادت کے خلاف ہیں لیکن اعلانِ رسالت سے پہلے ظاہر ہوئیں یہ معجزات نہیں بلکہ کرامات ہیں ان کا اولیاء کرام سے ظہور جائز ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام اعلانِ نبوت سے پہلے اولیاء کرام سے کم درجہ میں نہیں ہوتے لہٰذا ان سے ان باتوں کا ظہور بھی جائز ہے اس وقت ان امور کو ''ارہاص'' یعنی نبوت کی بنیاد کہتے ہیں جس طرح علامہ سید جرجانی نے شرح مواقف میں اور دوسرے حضرات نے بھی ذکر کیا۔ جمہور ائمہ اصول کا یہی مذہب ہے۔

اعلانِ نبوت سے معجزے کے اتصال کی قید سے وہ خلافِ عادت کام بھی نکل گیا جو چیلنج کے بعد ہو اور وہ اسے عرفی اتصال سے نکال دے۔

جس طرح مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بعض فوت شدہ لوگوں نے کلمۂ شہادت پڑھا اور اس طرح کے دوسرے واقعات جو متواتر روایات سے ثابت ہیں۔

معارضہ سے امن کی قید سے وہ جادو خارج ہو گیا جو چیلنج سے ملا ہوا ہو کیونکہ اس کا مقابلہ اس کی مثل کے ساتھ ممکن ہے یعنی جس کی طرف ان کو بھیجا گیا۔

اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا جادو کسی چیز کو اور طبیعتوں کو بدل دیتا ہے؟ تو بعض لوگ اس کے قائل ہیں حتیٰ کے انہوں نے اس بات کو جائز قرار دیا کہ جادوگر انسان کو گدھے میں بدل دے۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں: کہ کوئی شخص کسی عین چیز کو یا طبیعت کو بدلنے پر قادر نہیں البتہ اللہ تعالیٰ اپنے

نبیوں کے لئے ایسا کرتا ہے کوئی جادوگر یا نیک آدمی کسی چیز کو بدل نہیں سکتا وہ کہتے ہیں اگر ہم جادوگر کے لئے وہ عمل جائز قرار دیں جو نبی کے لئے جائز ہے تو تمہارے نزدیک ان دونوں میں کیا فرق ہوگا؟

اگر تم قاضی ابوبکر باقلانی کے قول کی طرف مجبور ہو جاؤ جو انہوں نے نبی اور جادوگر کے درمیان فرق کے ضمن میں کہا کہ ''صرف تحدی''، یعنی چیلنج کے ذریعے فرق ہوگا تو یہ کئی وجہ سے باطل ہے پہلی بات یہ کہ تحدی (چیلنج) کی شرط ایسا قول ہے جس پر قرآن وسنت سے بھی قول دلیل نہیں خود قائل کی طرف سے بھی دلیل نہیں دی گئی اور اجماع بھی نہیں اور جو قول دلیل سے خالی ہو وہ باطل ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اکثر معجزات بلکہ اعم اور ابلغ معجزات چیلنج کے بغیر ہوئے تھے جس طرح کنکریوں کا بولنا' پانی کا (انگلیوں سے) نکلنا' خشک تنے کا بولنا' ایک صاع (چار کلو) سے دو سو آدمیوں کو کھلا دینا' آنکھوں میں لعاب لگانا بکری کے بازوؤں کا بولنا' اونٹ کا شکایت کرنا اور اس طرح کھانے سے متعلق تمام معجزات۔

اور شاید آپ نے قرآن مجید اور تمنائے موت کے علاوہ کسی بات کے ساتھ چیلنج نہیں کیا۔

علماء کرام فرماتے ہیں: اس قول پر افسوس ہے جس کے ذریعے صرف دو نشانیاں معجزہ کہلا سکتی ہیں اور باقی معجزات جو ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہیں ان کو چھوڑنا پڑے گا اور جس نے کہا کہ یہ امور معجزات یا نشانیاں نہیں ہیں تو وہ بدعت کے مقابلے میں کفر کے زیادہ قریب ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: جب بھی ان میں سے کوئی نشانی آتی آپ فرماتے:

اشھد انی رسول اللہ. میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۴۴۳' صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۸' دلائل النبوۃ ج۶ ص۲۲۹' کشف الخفاء ج۱ ص۱۴۲' الدر المنثور ج۱ ص۲۷۳' دلائل النبوۃ رقم الحدیث: ۱۶۵)

جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کے بارے میں خبر دی جو مشرکین میں زخمی ہوا پھر اس نے اس مسلمان کی موجودگی میں خودکشی کر لی جو اس کے پیچھے گیا تھا جب صحابہ کرام کے سامنے آپ کی اس خبر کی صداقت واضح ہوئی تو انہوں نے یہی شہادت دی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

تیسری وجہ: چیلنج کی شرط اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی کے خلاف ہے:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (الانعام: ۱۰۹)

اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اپنی قسموں میں خوب کوشش کرتے ہوئے کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو وہ اس پر ضرور ایمان لائیں گے آپ فرما دیجیے نشانیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور تمہیں کیا معلوم کہ جب وہ نشانیاں آ جائیں تو وہ ایمان نہ لائیں؟

اور ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ. (الاسراء: ۵۹)

اور ہمیں آیات بھیجنے سے کس چیز نے روکا مگر یہ کہ پہلے لوگوں نے ان کو جھٹلایا۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان معجزات کو جو انبیاء کرام علیہم السلام سے مطلوب تھے آیات کا نام دیا لیکن ان میں چیلنج وغیرہ کی شرط نہیں رکھی۔ تو صحیح بات یہ ہے کہ چیلنج کی شرط محض باطل ہے۔

یہ شیخ ابوامامہ بن نقاش کی تفسیر کا خلاصہ ہے۔

اس کا جواب دیا گیا کہ چیلنج کے ملے ہونے کے لئے یہ شرط نہیں کہ اس کی مثل لایا جائے جو چیلنج (اور تحدی) کا حقیقی معنی ہے بلکہ چیلنج کے لئے صرف رسالت کا دعویٰ کافی ہے۔ واللہ اعلم

(۴) معجزہ کی چوتھی شرط یہ ہے کہ چیلنج کرنے والے کے دعویٰ کے مطابق واضح ہو۔ اگر رسالت کا مدعی کہے کہ میری نبوت کی نشانی یہ ہے کہ میرا ہاتھ کلام کرے گا یا یہ جانور بولے گا پس اس کا ہاتھ یا جانور اس کو جھٹلانے کے ساتھ کلام کرے اور کہے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے اور یہ نبی نہیں ہے تو یہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس مدعی کے جھوٹ پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو کلام جاری کیا وہ اس کے دعویٰ کے موافق نہیں ہے۔ جس طرح مروی ہے کہ مسیلمہ کذاب (اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجے) نے کنویں میں تھوک ڈالا کہ اس کا پانی زیادہ ہو جائے تو وہ پانی نیچے اتر گیا اور کنویں کا پانی چلا گیا۔

تو جب ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو معجزہ نہیں ہوگا۔

یہ نہ کہا جائے کہ جو کچھ تم نے کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس میں معجزات کی یہ چار شرائط پائی جائیں وہ کام صرف سچے لوگوں کے ہاتھوں پر ظاہر ہو سکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ مسیح دجال کے ہاتھوں پر بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہوں گی جو مشہور ہیں اور احادیث صحیحہ میں (انکا ذکر) آیا ہے کیونکہ جو کچھ ذکر کیا گیا وہ اس کے بارے میں ہے جو رسالت کا دعویٰ کرے اور یہ اس کے بارے میں ہے جو ربوبیّت کا دعویٰ کرے۔

اور اس بات پر عقلی دلیل قائم ہو چکی ہے کہ بعض مخلوق کی بعثت محال نہیں ہے تو یہ بات بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مخلوق کی صداقت پر دلائل قائم کر دے جو اس سے شریعت اور ملت لے کر آئیں اور دلائل قطعیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مسیح دجال اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے کیونکہ اس کی حالت بدلتی رہے گی اور اس کے علاوہ کئی اوصاف ہیں جو حادث ہونے پر دلالت کرتے ہیں جب کہ مخلوق کا رب ان سے پاک ہے' ارشادِ خداوندی ہے:

لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ O کوئی اس کی مثل نہیں اور وہ سننے والا' دیکھنے والا ہے۔

(الشوریٰ:۱۱)

معجزہ یا نشانی؟

اگر تم کہو کہ ان ناموں میں سے کونسا نام انبیاء کرام علیہم السلام کے زیادہ لائق ہے لفظ معجزہ یا لفظ آیت یا لفظ دلیل؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ بڑے بڑے ائمہ نے انبیاء کرام کے معجزات کو دلائل نبوت اور آیاتِ نبوت کا نام دیا ہے اور قرآن مجید اور سنت میں بھی معجزہ کا لفظ نہیں آیا ان دونوں میں لفظ ''آیت'' ''البینۃ'' اور ''البرہان'' کے الفاظ ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ہے:

فَذٰنِکَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّکَ. پس یہ دو برہان آپ کے رب کی طرف سے ہیں۔

(القصص:۳۲)

اور لفظ آیات کئی مقام پر آیا ہے بلکہ وہ اس قدر زیادہ ہے کہ ہم یہاں اس کا تذکرہ نہیں کر سکتے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ (الانعام:۱۲۴) اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے۔

اور فرمایا:

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ (الرعد:۳) بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں۔

اور لفظ معجزہ کا اطلاق اس کے آیت ہونے پر اسی صورت میں دلالت کر سکتا جب اس کی مراد واضح کی جائے اور شرائط کا ذکر کیا جائے۔ اکثر اہل کلام اسی عمل کو معجزہ کہتے ہیں جو فقط انبیاء کرامؑ کے لئے ہو اور جو کام عادت کے خلاف اولیاء کرام کے لئے ثابت ہوا سے کرامت کہتے ہیں۔

اور پہلے بزرگ دونوں کو معجزہ کہتے تھے جس طرح امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے بخلاف اس کے جب نبی کی نبوت پر آیت (نشانی) اور برہان ہو تو وہ نبی کے ساتھ خاص ہے۔

بعض اوقات کرامات کو بھی آیات کہتے ہیں کیونکہ یہ اس ذات کی نبوت پر دلیل ہوتی ہیں جس کی پیروی یہ ولی کرتا ہے کیونکہ دلیل، مدلول کو مستلزم ہوتی ہے اور اس کا ثبوت مدلول کے ثبوت کے بغیر نہیں ہوتا پس اس لئے یہ آیت اور برہان کہلاتی ہے۔

دلائل نبوت

جب تمہیں یہ بات معلوم ہوگئی تو جان لو کہ ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کے دلائل بے شمار ہیں اور آپ کے معجزات بے شمار روایات سے ظاہر ہوتے ہیں۔

آپ کے دلائل نبوت میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ تورات، انجیل اور دیگر تمام کتب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئیں، میں آپ کا ذکر اور نعت ہے آپ کا سرزمین عرب میں ظہور، آپ کی ولادت مبارکہ اور بعثت سے کچھ دن پہلے کفار کی حکومتوں میں ایسے عجیب امور کا ظاہر ہونا جو ان کے کلمات کو کمزور کرنے والے اور عرب کی شان کی تائید کرنے والے ہیں اور ان کی شان کو بلند کرنے والے جس طرح ہاتھی کا واقعہ اور اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کو جو سزا دی، فارس کے آتشکدے کا بجھ جانا، کسریٰ کے محل کے کنگروں کا گرنا، بحیرہ ساوہ کے پانی کا خشک ہو جانا، مجوسیوں کے حاکم موبذان کا خواب اور جو کچھ اس نے غیبی آواز میں آپ کی نعت اور اوصاف کے بارے میں سنا اسی طرح جن بتوں کی پوجا کی جاتی تھی ان کا اوندھا ہو جانا اور منہ کے بل گرنا جب کہ ان کو اپنی جگہ سے ہٹانے والا بھی کوئی نہ تھا اور اس کے علاوہ جو علامات مروی ہیں اور مشہور احادیث میں جن عجائب کا ظہور آپ کی ولادت اور پرورش کے دوران اور بعد میں ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور نبی مبعوث فرمایا۔

اور نبی اکرم ﷺ کے پاس مال وغیرہ ایسی چیز نہیں تھی جس کی طرف دل مائل ہوتے ہیں اور اس کی طمع کی جاتی ہے نہ کوئی طاقت تھی جس سے لوگوں کو مغلوب کیا جاتا اور نہ ایسے معاون تھے جو آپ کی اس رائے پر جس کو آپ نے ظاہر کیا اور جس کی دعوت دی آپ کی تائید کرتے بلکہ وہ لوگ بتوں کی پوجا اور تیروں (جن سے فال نکالتے تھے) کی تعظیم پر جمع تھے، دور جاہلیت کی غیرت اور قوم پرستی پر قائم تھے، ایک دوسرے سے دشمنی کرنا اور سرکشی اختیار کرنا نیز خون بہانا اور غارت

گری پر جمع تھے۔ الفتِ دین کی وجہ سے وہ اکٹھے نہ تھے اور نہ ہی انجام پر نظر رکھتے ہوئے برے کاموں سے باز آتے انہیں عذاب کا خوف تھا نہ کسی ملامت کا' پس نبی اکرم ﷺ نے ان کے دلوں میں باہمی محبت ڈال دی اور ان کو ایک بات پر اکٹھا کیا حتیٰ کہ آراء میں اتفاق پیدا ہوا' ان کے دل باہم مددگار بن گئے اور وہ سب حضور علیہ السلام کی مدد اور آپ کے دفاع پر متفق ہو گئے' انہوں نے اپنے شہر اور وطن سے ہجرت کی اور آپ کی محبت میں اپنی قوم اور قبیلوں کی مخالفت کی اور آپ کی مدد میں جسمانی اور روحانی طاقت خرچ کر دی اور آپ کے کلمۂ طیبہ کو بلند کرنے کے لئے تلواروں کا سامنا کیا حالانکہ اس وقت نہ تو ان کے لئے دنیا وسیع کی گئی تھی اور نہ ہی ان کو مال دیا گیا' کسی فوری عوض کو پانے کی امید بھی نہ تھی اور کسی قسم کا اقتدار اور دنیوی اعزاز بھی پیش نظر نہ تھا بلکہ نبی اکرم ﷺ تو مالداروں کو مال خرچ کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور بڑے بڑے معزز لوگوں کو لباس میں تواضع اختیار کرنے کا حکم دیتے تو کیا اس قسم کے کام کسی ایسے شخص کے لیے جمع ہو سکتے ہیں جس نے یہ راستہ اختیار کیا ہو کیا وہ عقل و تدبیر کی وجہ سے ایسا کر سکتا ہے؟

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ایسا نہیں ہو سکتا آپ کے لئے امور مسخر کئے گئے جن میں کسی عقلمند کو شک نہیں ہے یہ تو حکم خداوندی تھا اور آسمانی معاملہ تھا جو غالب آیا اور وہ عام عادت کے خلاف تھا' بشری طاقت وہاں تک پہنچنے سے عاجز ہے اس پر وہی ذات قادر ہے جو خلق و امر کی مالک ہے' اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا رب ہے' برکت والی ذات ہے۔

آپ کا اُمی ہونا

نبی اکرم ﷺ کے دلائل نبوت میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ آپ اُمی تھے آپ نہ تو اپنے دست مبارک سے لکھتے اور نہ پڑھتے تھے آپ کی ولادت اُمی لوگوں میں ہوئی اور آپ انہی لوگوں کے درمیان ایسے شہر میں پروان چڑھے جہاں گذشتہ لوگوں کی خبریں جاننے والا عالم نہیں تھا۔

اور آپ کسی عالم کے پاس جانے کے لئے سفر پر بھی تشریف نہیں لے گئے لیکن اس کے باوجود آپ نے ان لوگوں کو تورات و انجیل اور گذشتہ امتوں کی خبریں دیں حالانکہ ان کتب کے نشانات اور حروف مٹ چکے تھے' ان کتب کو اختیار کرنے والے اور ان میں سے صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز کرنے والے لوگ بھی بہت کم تھے پھر آپ نے تمام مخالف ادیان والوں کے سامنے دلائل پیش کئے کہ اگر گفتگو کے ماہر اور مختلف قسم کے نقاد جمع ہوتے تو وہ آپ کے دلائل کو توڑ نہ سکتے۔

تو یہ اس بات پر بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین لے کر تشریف لائے۔

قرآن مجید

آپ کے دلائلِ نبوت میں سے ایک دلیل قرآن مجید ہے آپ نے قرآن مجید کے ذریعے چیلنج کیا اور ان کو اس کی ایک سورۃ کی مثل لانے کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کیا اور اس کے مقابلے میں کچھ لانے سے عاجز آ گئے۔

بعض علماء نے فرمایا: کہ نبی اکرم ﷺ اہل عرب کے پاس جو کلام لائے اور وہ اس کی مثل لانے سے عاجز ہو گئے تو یہ آپ کی نبوت پر سب سے عجیب نشانی ہے اور یہ مردوں کو زندہ کرنے اور برص و جذام کے مریضوں کو تندرست کرنے سے بھی واضح دلالت رکھتی ہے کیونکہ آپ بلاغت و فصاحت والے لوگوں کے پاس ایسا کلام لائے جس کا معنیٰ وہ سمجھتے تھے

تو ان کا عاجز ہونا اس شخص کے عاجز ہونے سے زیادہ تعجب خیز ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ زندہ کرتے ہوئے دیکھا تھا کیونکہ ان لوگوں کو اس کی اور برص وجذام کو ٹھیک کرنے کی طمع نہ تھی اور نہ ہی وہ اس کا علم رکھتے تھے جب کہ قریش فصیح کلام' بلاغت اور خطابت سے تعلق رکھتے تھے تو ان کا اس سے عاجز آ جانا آپ کی رسالت پر علامت اور صحتِ نبوت کی دلیل تھا اور یہ قطعی حجت اور واضح دلیل ہے۔

ابوسلیمان الخطابی فرماتے ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ اپنے زمانے کے عقلمند لوگوں میں سے تھے بلکہ آپ مطلقاً تمام مخلوق سے زیادہ عقلمند تھے اور آپ نے اپنے رب سے ملنے والے جس کلام کی خبر دی وہ اس کی مثل نہیں لا سکتے تھے۔ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا:

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا. اور گر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے۔

(البقرہ:۲۴)

پس اگر آپ کو یہ بات معلوم نہ ہوتی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو غیب کی باتوں کو بہت زیادہ جاننے والا ہے اور جو کچھ اس نے فرمایا ہے اس کے خلاف ہرگز نہیں ہوگا تو آپ کی عقل آپ کو کبھی اجازت نہ دیتی کہ آپ کوئی بات قطعی طور پر کہیں کہ یہ نہیں ہوگا اور وہ ہو جائے گا۔

اس سلسلے میں جو کچھ کہا جا سکتا ہے اس میں یہ بات نہایت اچھی' نہایت عمدہ اور بہت زیادہ کامل و واضح ہے آپ نے مقابلہ کرنے سے پہلے ان کو بتا دیا کہ تم اس سے عاجز آ جاؤ گے اور مقابلہ کی غرض کو نہ پا سکو گے' ان لوگوں کے سامنے یہ بات بآواز بلند فرما دی تو ان کے حمایتی بہت زیادہ ہونے اور ایک دوسرے کی مدد کے باوجود کسی کو بھی مقابلہ کرنے کی طاقت حاصل نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ جو علم و خبر والا ہے اس نے آپ کو بتا دیا اور آپ نے فرمایا:

قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا۝ (الاسراء:۸۸)

آپ فرما دیجئے اگر تمام انسان اور جن متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل لائیں تو اس کی مثل نہیں لا سکتے اگرچہ ان میں سے بعض' دوسرے بعض کی مدد کریں۔

پس ان کی بلند ہمتیں اور ان کے منکر نفوس خون بہانے اور حرم شریف کی بے حرمتی پر راضی ہو گئے۔

احادیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قرآن مجید کا کچھ حصہ فصیح و بلیغ مشرکین کے سامنے پڑھا اور انہوں نے اس کے اعجاز کا اقرار کیا اس سلسلے میں کئی جملے ہیں۔

ان میں سے ایک حضرت محمد بن کعب سے مروی ہے فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک دن عتبہ بن ربیعہ نے کہا جب کہ وہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور نبی اکرم ﷺ تنہا مسجد میں تشریف فرما تھے (اس نے کہا) اے قریش کے گروہ! کیا میں اس شخص کے پاس جا کر اس پر کچھ باتیں پیش نہ کروں شاید وہ ہماری بعض باتیں قبول کر کے ہم سے دور رہے انہوں نے کہا ہاں ابوالولید! (تم بات کرو) عتبہ وہاں سے اٹھ کر نبی اکرم ﷺ کے پاس جا بیٹھا اس کے بعد حدیث میں ہے کہ اس نے آپ کو مال وغیرہ کی پیشکش کی جب وہ فارغ ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابوالولید! تم فارغ ہو گئے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا: پھر مجھ سے سنو اس نے کہا آپ کہیں آپ نے پڑھا:

تفسیر ابن کثیر ج ۷ص ۴۴۹‘المعجم الکبیر ج ۱۰ص ۹۴‘مسند الحمیدی رقم الحدیث: ۸۵‘مشکل الآ ثار ج ۱ص ۳۰۲ـ۳۰۳)

’’جامع ترمذی میں‘‘ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس آیت کریمہ: اقتربت الساعة وانشق القمر O (القمر:۱) قیامت قریب ہوگئی اور چاند دوٹکڑے ہوگیا‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑا پہاڑ سے ذرا نیچے اور دوسرا پہاڑ کے اوپر تھا۔ آپ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

حضرت امام احمد رحمہ اللہ‘ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں چاند دوٹکڑوں میں بٹ گیا ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا اس پہاڑ پر تھا کفار نے کہا محمد ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا پھر انہوں نے خود کہا کہ اگر ہم پر جادو کیا ہے تو وہ سب لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو کفارِ قریش نے کہا ابو کبشہ کے بیٹے (حضرت محمد ﷺ) کا جادو ہے۔ راوی فرماتے ہیں: انہوں نے کہا انتظار کرو سفر پر گئے ہوئے لوگ تمہارے لئے کیا خبر لاتے ہیں کیونکہ محمد ﷺ سب لوگوں پر جادو نہیں کر سکتے؟ فرماتے ہیں: جب مسافر لوگ آئے تو انہوں نے بھی ان کو اس واقعہ کی خبر دی۔

حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے (فرماتے ہیں:) مکہ مکرمہ میں چاند کے دوٹکڑے ہوئے تو کفار مکہ نے کہا ابو کبشہ کے بیٹے نے تم پر جادو کر دیا ہے پس باہر سے آنے والے مسافروں سے پوچھو اگر انہوں نے بھی وہ کچھ دیکھا ہو جو تم نے دیکھا ہے تو یہ سچے ہیں اور اگر انہوں نے وہ کچھ نہیں دیکھا تو یہ جادو ہے پس انہوں نے آنے والے مسافروں سے پوچھا اور وہ ہر طرف سے آئے تھے تو انہوں نے کہا ہم نے دیکھا ہے۔

ابونعیم نے ’’الدلائل میں‘‘ ایک ضعیف حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ مشرکین نبی اکرم ﷺ کے پاس جمع ہوئے ان میں ولید بن مغیرہ‘ ابوجہل‘ عاص بن وائل‘ اسود بن مطلب‘ نضر بن حارث اور ان جیسے دوسرے لوگ بھی تھے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سچے ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر دیں آپ نے اپنے رب سے سوال کیا تو چاند دوٹکڑے ہوگیا۔

’’صحیح بخاری میں‘‘ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختصر الفاظ میں اس طرح آیا ہے فرماتے ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں چاند شق ہوا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اگرچہ اس واقعہ کا مشاہدہ نہیں کیا جیسا کہ پہلے گزر گیا لیکن اس کے بعض طرق میں اس طرح ہے کہ انہوں نے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لی ہے۔

’’صحیح مسلم میں بواسطہ‘‘ حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ‘ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس لفظ کے ساتھ منقول ہے کہ ان لوگوں کو دو بار شق قمر دکھایا گیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۸۶۷‘ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۶‘ مسند احمد ج ۳ص ۲۰۷ـ۲۲۰)

ء اسی طرح ’’مصنف عبدالرزاق میں‘‘ حضرت معمر رضی اللہ عنہ سے دومرتبہ کے الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم حضرت شعبہ کی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت پر متفق ہیں جس میں دوٹکڑوں کا ذکر